A Call for Christian Rationality

By W. Gary Crampton

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کوڈھادیں۔ ہم تصوروں کوڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جوخدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دشمن کوقید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہوتو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کابدلہ لیں۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003 جان ڈبلیوروبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68یونیکوئی
ٹینیسی 37692۔جنوری فروری 1983

ای میل:tjtriniyfound@oal.com
ویب سائٹ:www.trinityfoundation.com
ٹیلی فون:4237430199۔فیکس۔4237432005

مسیحی قوتِ فیصلہ کے لیے بُلاوہ

منجانب ڈبلیو گرے کریمپٹن

ہم اُس دور میں رہتے ہیں جب مار کے پہاڑ پر پہلی صدی کے مفکرین کے لیے پولس رسول کا واعظ غیر معبود کی عبادت کرنے سے متعلق تھا (اعمال 17)، جو کہ بہت موزوں ہے۔ ہمارا زمانہ غیر منطق سے مبرہ ہے، یہ یہاں تک کہ ''غیر منطقی (خلاف عقل) کا زمانہ ہے۔ اور بہت سے بیان کردہ مسیحی دائرے مسیح کے نام پر غیر منطقی الہیات کی حمایت کرر ہے ہیں۔ کم عقلی آچکی ہے، جیسے کہ سی۔ ایس لوئیس نے ایک مرتبہ پیش بینی کی تھی۔ تیس سال قبل جان روبنز نے اِس صورت حال کا صحیح مشاہدہ کیا تھا:

اس لمحے غیر منطقی کی نسبت جواب ہماری ساری تہذیب کو کنٹرول کرتا ہے مسیح کی سچی کلیسیا کو بڑے خوف کا سامنا نہیں ہے (ٹوٹل ٹیرین ازم)، لاکھوں قتل کیے جانے کا جرم، جن میں وہ لاکھوں مسیحی شامل ہیں، جو خوف زدہ تھے، لیکن بہت زیادہ نہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے جسے ہم نہیں جانتے اور سچائی کو جان نہیں سکتے۔ ہیڈن ازم، امریکہ کا مشہور فلسفہ، ایک خیال کے طور پر بہت زیادہ خوف زدہ نہیں ہے کہ منطق ''فقط انسانی منطق'' جو مذہبی غیر منطق کا اپنا جملہ استعمال ہوا بےکار ہے۔

ہم کیسے یہ پاتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ کیسے غیر منطقی بہت بالاتر ہے یہاں تک کہ بیان کردہ مسیحی دائروں میں؟ یہ راتوں رات رونما نہیں ہوا۔ صاحبِ عقل اور گلیلیو (1564۔1642) کا رومن کیتھولک کے لیے سوال 17ویں صدی کی ناکامی ہے جو سابقہ مرکزیت کے رتبے کو قانون طور پر بیان کرتا ہے جو سیکلک ازم کی روح کی استعداد ہے۔

جان ڈبلیو۔ روبنز، ''دی ٹرینٹی مینیفیسٹو،'' 1978۔

ہم کون ہیں جو اس موضوع پر یقین رکھتے ہیں، رومن کیتھولک ریاست یا گلیلیو (سائنس)؟ ہم کیسے جانتے ہیں؟ کیا یہاں درحقیقت خدا ہے جو سب چیزوں کو پیدا کر چکا ہے؟ اگر ایسا ہے، تو ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں؟ اِس بحث میں داود ہیوم کی طرف بڑھتے ہیں (1711۔1776)۔

تجربہ کار ہوتے ہوئے، ہیومے نے انکار کیا کہ اس کی وجہ ہمیں کبھی بیرونی دُنیا کا جس میں خدا شامل ہے علم نہیں دے سکتی۔ بلکہ اُس نے یہ بھی دکھایا کہ، شاید چاروناچار طور پر کہ فہم کا تجربا یسے علم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ مشاہدہ نا قابلِ اعتبار ہے۔ عارضی تعلقات کبھی مشاہدہ نہیں کیے جاتے۔ نا ہی ہم اپنی لگاتار حقیقت کو جان سکتے ہیں، کیونکہ ہم اس کا تجربہ نہیں رکھتے۔ اور بے شک، تجربے کا نہ ہونا کبھی ثابت کر سکتا ہے کہ خدا کا کاوجود رکھتا ہے۔

ڈیوڈ ہیومے نے اُسے پیدا کیا جو رونلڈ ناش نے ''گیپ'' (خلا) کے طور پر حوالہ دیا۔ ناش نے لکھا، '' خدا کا فہم رکھنے والے علم کا ممکنہ طور پر رد کیا جاتا اور کئی مذہبی سچائیوں کا۔'' ہیومے کے مطابق، انسان بالاتر کا علم نہیں رکھ سکتا۔ اسی لیے، خدا پر کوئی بھی اعتقاد، غیر منطقی یا عقلی ہوگی۔ علم یا جانا اور ایمان میں کچھ بھی مشترک نہیں ہے۔

رونلڈ ایچ۔ ناش، خدا کا کلام اور انسان کا ذہن (گرینڈ ریپڈس: زونڈروان، 1982)، 22۔ ڈاکٹر روجر نے اِس جُملے کو 1974 میں اپنی کتاب کسی کنارے کے جواب میں استعمال کیا اُس منطقی خلا کا حوالہ دیتے ہوئے جو اِس کے درمیان تھا اور جس سے ہیوم نے ساری فطرتی اخلاقی قانون کے نظریات کو تباہ کیا، سیکولر اور مذہبی نظریات کو (دیکھیے صفحہ 136)۔ شاید دیگر مصنفیں نے اِس جملے کو فرق سمجھ میں استعمال کیا ہو۔

امانوئیل کانٹ (1724 ۔ 1804) نے یہ پہچان کی کہ ڈیوڈ ہیوم کو پڑھنے سے اُسے اُس کے ''خودرائے نیند سے'' بیدار کیا ہو۔ کانٹ دعویٰ کرتے ہوئے صاحب عقل اور تجربہ کاری سے بالاتر گیا ہو کہ سارا انسانی علم اس تجربے سے شروع ہوتا ہے، لیکن اپنے آپ میں، سمجھ کا یہ تجربہ ہمیں معلومات دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہ مواد ظاہری صورت یا سمجھ کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ کانٹ نے سکھایا کہ اس صورت کو ذہن سے، سمجھ کی از خود اقسام میں مہیا کیا گیا ہے۔ لیکن انسان کبھی جان نہیں سکتا جس کا پہلے تجربہ نہیں کیا جا سکتا، علم مظہر قدرت دُنیا سے بالاتر نہیں ہو سکتا۔ حقیقی دُنیا، کانٹ کی ''بے حقیقت دُنیا'' ''اپنے آپ میں چیزیں'' اور اس کی بجائے، ''چیزیں جیسے وہ ظاہر ہوتی ہیں''؛ اسی لیے، انہیں جانا نہیں جا سکتا۔ تاہم، کانٹ بیداغ اور بالاتر کے درمیان ''دیوار'' بناتا ہے، اور خدا سمجھ سے بالاتر ہے۔

یہ طنز یہ ہے کہ کانٹ نے اِس کا یقین کیا کہ یہ مادہ پرستی مسیحیت کے لیے مدد تھی۔ اُس نے ''ایمان کو قائم کرنے کے معاملے میں علم سے اس سے انکار کیا'' خدا پر ایمان رکھنا اب بھی ممکن ہے لیکن عقلی سطح پر نہیں۔ ہیوم کی مانند اس کے سامنے، کانٹ کے ساتھ یہاں مسیحی ایمان اور علم کے درمیان کچھ بھی مشترک نہیں ہے۔

جی۔ ڈبلیو۔ ایف۔ ہیجل (17770 ۔ 1831) نے کانٹ کی غلطیوں کو درست کرنے کی کوشش کی۔ جہاں کانٹ نے حق جتایا تھا اس یقین کے ساتھ کہ حقیقی دُنیا کو جانا نہیں جا سکتا، ہیجل نے اس سمجھ سے بالاتر ہونے کی خرافات کی نشاندہی کی۔ اُس نے تصوریت کا نظام بنایا جس میں اتحاد اور کثرت اکٹھے صاحب عقل ہیں۔ ہیجل کے لیے، ''حقیقت صاحب عقل ہے اور صاحب عقل حقیقت ہے۔'' تمام چیزیں، اشخاص اور دیگر اشیا، سراسر ذہن یا روح میں شراکت کرتی ہیں۔ خیال اور مخلوق، جوہر اور وجود، ایک ہیں اور یکساں ہیں۔ جیسے ہیجل نے اسے قائم کیا، اُس کا فلسفہ وحدت الوجود ہے۔ اور ہیجل کے وحدت ولوجود فلسفے میں، مسئلہ وجود رکھتا ہے۔ کوئی شخص ہر چیز، ساری سچائی کو جانے بغیر کچھ نہیں جان سکتا۔

کورڈن، ایچ۔ کلارک، تھیلو ٹوڈووے (دی ٹرینٹی فاؤنڈیشن، 2000)، 309۔ 328۔

ناش، خدا کا کلام اور انسان کا ذہن، 25۔ 28۔

لیکن جب کہ ہم ہر چیز نہیں جانتے، ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ ایک بار پھر، ہم سکیپٹیکازم کی حالت میں چھوڑے جاتے ہیں۔ ہیجل علم کو واجب نہیں ٹھہرا سکتا۔

سورن کریکیگارڈ (1813 ۔ 1855)، کارل مارکس کی طرح، ایک اور خلاف عقل، جو ہیجل کا شاگرد تھا۔ اُس نے مضبوط طور پر اپنے اُستاد کے نظام کے خلاف عمل کیا۔ کریکیگارڈ نے کہا، حقیقت کو وجہ کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت عقلی نہیں ہے۔ سچائی کوئی ایسی چیز نہیں جسے سکھایا جا سکے، اسے عوامی انداز میں ہم پہنچایا نہیں جا سکتا۔ سچائی اقوال کی قسم میں وجود نہیں رکھتی، یہ اندرونی اور خالص طور پر موضوعی ہے۔ اگر کوئی ایک حقیقت کو جان رہا ہے، جو اُسے ''ایمان'' کے وسیلہ سے قبضہ میں کرتا ہے۔ یہ کہ، وہ اس کے ساتھ پابندی کرتا ہے جو کہ غیر منطقی ہے۔ کیریکی گارڈ کے لیے، ایمان اور وجہ باہمی طور پر تجرد پسند ہے۔ علم ذاتی اور پُر جوش ہے، یہ خلاف عقل ہے۔ خدا اور سچائی صرف ایک کے لیے وجود رکھتے ہیں جو اس کے لیے چھلانگ لگاتا ہے۔

خلاف منطق لبرلز فرائیڈرچ شلیر مارچر (1768 ۔ 1834) اور ایلبرچٹ رچل (1822 ۔ 1889)، کے وسیلہ الہیات کی مملکت میں سے بھی گزرا، جن دونوں نے خدا کے برتر

ہونے کے خیال کو رد کیا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ خدا بلاشرکتِ غیر بیداغ ہے۔ اور مکمل طور پر بے داغ ہوتے ہوئے، خدا انسان کے لیے الٰہی سچائی کی بات کرنے کے قابل نہیں ہے۔ تاہم، شلیر مارچر اور رچِل دونوں نے اِس عیاں کردہ الہیات اور عقل کی فضیلت کو رد کیا۔
شلیر مارچر کو بعض اوقات لبرل ازم کا باپ کہا گیا ہے، جس نے سکھایا کہ مذہب کے جوہر کو علم میں، نہ کہ تجربے سے پا لیا گیا ہے: ''اور یہ مکمل انحصار کو محسوس کرنے سے ہے۔'' شلیر مارچر کے لیے، خدا انسانی ذہن سے بالاتر ہے۔ خدا کو ڈھونڈنے کے لیے کسی کو اُس کو دیکھنا اور اُس کا تجربہ کرنا ہے۔ رچِل نے، دوسری جانب، بیان کیا کہ سچے مذہب کا جوہر اخلاقیات ہے۔ تجویز کردہ سچائی کا نظام نا قابلِ حصول ہے۔ مسیحیت کو یہ پہچان کرنے کی ضرورت ہے کہ سارے علم کا تعلق قابلِ قدر انصاف، اخلاقی فیصلوں کے ساتھ ہے۔

گورڈن ایچ۔ کلارک، مذہب، وجہ، اور مکاشفہ (دی ٹرینٹی فاؤنڈیشن، 1995)، 63۔68۔
کلارک، تھیلر ٹو ڈیوے، 377۔ 382۔

یہ دونوں امینٹیکٹک ماہرِ الہیات نے بے خطا معیار کا انکار کیا جس سے سب چیزوں کا انصاف ہوتا ہے۔ پاک کلام کے الٰہی تجویز کردہ مکاشفہ کو رد کرتے ہوئے، اُنہوں نے مسیحی عقیدہ کی گردن کو کاٹ دیا۔ انسان کو خطوط کی بنیاد کے بغیر چھوڑا گیا۔ کیسے کوئی جان سکتا ہے کہ وہ ''محسوس'' کرتا ہے؟ اخلاقیات کا معیار کیا ہے جس کے وسیلہ انسان کو زندگی بسر کرنا ہے؟ شلیرا اور رچِل لوگوں کو جواب کے بغیر ہی چھوڑتے ہیں؟ لیکن غیر منطقی ادراک کے لیے، یہ مسئلہ نہیں ہے۔ ایسے مخالف نظام میں، یہ کیا معاملہ ہے؟
بیسویں صدی میں، سوس نیو آرتھوڈکس ماہر الہیات کارل بارتھ (1886 ۔ 1968) نے شلیر اور رچِل کے امیٹیکزم کی مسیحی ایمان سے انکار کی تردید کی۔ بارتھ نے خدا کی الٰہی فضیلت کو سکھایا، جو اِس بے داغ ہونے کا اخراج تھا۔ بارتھ کے مطابق، خدا بہت افضل ہے، یہ کہ وہ ''مکمل طور پر'' افضل ہے۔ سوس ماہر الہیات نا صرف فطرتی الہیات سے انکاری ہوئے، بلکہ اِس کے ساتھ ساتھ عام مکاشفہ سے بھی۔ خدا کو اُس کے خود مکاشفہ سے جانا جا سکتا ہے۔ لیکن بارتھ اور امیل برنز (1889 ۔ 1966) کے لیے، خدا کا اپنا مکاشفہ کلام کے تجویز کردہ بیانا میں نہیں پایا گیا۔ نیو آرتھوڈکسی میں، مکاشفہ غیر تجویز شدہ ہے۔ مکاشفہ یا الہام ایک واقعہ ہے یہ سامنا کرتا ہے، یہ کچھ ایسا ہے جو رونما ہوتا ہے۔ مکاشفہ کوئی چیز نہیں ہے، یہ موضوعی ہے۔ بارتھ اور برنر کے مطابق، عام سمجھ میں بائبل خدا کا کلام نہیں ہے، نہ ہی یہ خدا کے کلام کا حامل ہے۔ بلکہ، بائبل ایک ایسی کتاب ہے جو غلطیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ حقیقت، تعلیم اور منطق کی غلطیوں کی حامل ہے۔ بائبل کلام کی طرف، جو کہ یسوع مسیح ہے کی محض نشاندہی ہے۔ مسیح ہی صرف مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور جب خدا اپنے آپ کو انسان کے لیے خدا کے سچے مکاشفہ کے طور پر پہچان کراتا ہے۔ تب، بائبل انسان کے لیے خطا وار بائبلی گواہ کے طور پر ہے، پھر ''مسیح کا واقع'' رونما ہوتا ہے۔ سچائی کی خبر رسائی صرف شخصی الٰہی انسانی مقابلہ میں رونما ہوتی ہے۔

کولن براون، فلسفہ اور مسیحی ایمان (ڈاؤنرس گروو: انٹروَرسٹی پریس، 1968)، 108۔116، 154۔155۔
دیکھیے گورڈن ایچ۔ کلارک، کارل بارتھ کا الہیاتی طریقہ کار (دی ٹرینٹی فاونڈیشن، 1997)۔

افسوس کے ساتھ، خلافِ منطق کے حامی قابلِ دید چرچ (کلیسیا) پر بہت زیادہ اثر انداز ہو چکے ہیں۔ کیرزمیٹک تحریک اس کی ایک مثال ہے۔ عقل اور سچائی کی فضلیت جذباتی مغلوبیت، وجد کے اظہار، بے ربط تجربات، اور مخالفِ تعلیمی بیانات کے بغیر تبدیل ہو چکی ہے (مثال کے طور پر، ''یسوع مجھے دے، نہ کہ تشریح'')۔ ایمان کا خیال (نظریہ) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، صرف منطق کا۔ سب بہت زیادہ کثرت کے ساتھ اِس کا مقابلہ کرتے ہیں جس کا رونلڈ ناش نے ''منطق کے خلاف مذہبی نفرت'' کے طور پر حوالہ دیا ہے۔ اگسٹین نے دعویٰ کیا تھا کہ خدا منطقی طور پر سوچتا ہے، اور یہ منطق بھروسہ کرنے کے لیے اور خدا کی صورت کے طور پر انسان کے ذریعہ استعمال کرتے ہوئے الٰہی طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن لیکن جدید دور کے مبشرین اِس سے اعتراض کرتے ہیں۔ منطق پر بھروسہ نہیں کیا جاتا۔ کرنیلیس این ٹل (1895 ۔ 1987) ایسا خیال کرنے والے کی ایک مثال ہے۔ وین ٹل نے اِسے قائم کیا کہ یہاں کوئی نقطہ نہیں جس پر انسان کا منطق اور علم خدا کے طور پر یکساں ہیں۔ اِس اتصال کے نقطہ کی کمی کی وجہ سے، منطقی کلام میں قول محالہ وجود رکھتی ہے۔ وین ٹل ایسا کہتے ہوئے بہت دور تک جاتا ہے کہ ''کلام کی ساری تعلیم ظاہری طور پر تردیدی ہے۔'' وین ٹل کا غیر منطقی نظریہ نام نہاد ریفارمڈ دائروں میں ہر قسم کی الہیات اور فلسفیاتی غلطیوں کا دروازہ کھولتا ہے۔
ڈونلڈ بلوچ ایک ہم عصر ماہرِ الہیات ہے۔ اُس نے ایک طرف نیو آرتھوڈکسی، اور دوسری جانب ''رائٹ ونگ'' آرتھوڈکسی کے درمیان درمیانی رستہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔

رابرٹ ایل۔ ریمنڈ، ہم عصر الٰہیات میں تقابلی مطالعات (فلاڈلفیہ: پریسبائٹرین اور ریفارمڈ، 1968)، 91۔153۔

ناش، خدا کا کلام اور انسان کا ذہن، 19۔101۔

رابرٹ ایل۔ ریمنڈ، مسیحی ایمان کی نئی از خود الٰہیات (ناشویل: تھامس نیلسن پبلشر، 1998)، 95۔110۔

جان ڈبلیو۔ روبنز، کرنیلیس وین ٹِل: انسان اور فرضی داستان (دی ٹرینٹی فاونڈیشن، 1986)، 25، ڈبلیو گرے کریٹملی کو بھی دیکھیے'' کیوں میں وین ٹلیس نہیں ہوں'' تثلیثی نظریاتی، ستمبر 1993۔ دیکھیے جان ڈبلیو روبنز'' مارسٹون ازم مسلک ازم'' تثلیثی نظریاتی، جنوری، فروری 1980، دُنیا کے خلاف میں دوبارہ اشاعت کردی، دی ٹرینٹی فاونڈیشن، 1996۔

وہ کلام کے لیے بڑے اونچے نظریہ کو رکھنے کا دعوٰی کرتا ہے۔مثال کے طور پر، وہ لبرل ازم پر کھلم کھلا الزام لگاتا ہے، وہ پاک کلام کی بنیاد پر اسے عقیدائی الٰہیات کہتا ہے۔وہ مذہبی تجربات پر کلام کی فضیلت کا اصرار کرتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے کہ اسفار محرفہ اور جرح رویت بائبل کے ساتھ مساوی مقام رکھتے ہیں۔لیکن اگرچہ بلوچ نے اپنے آپ کو نیو آرتھوڈوکس کیمپ سے ہٹانے کی کوشش کی، اُس کی تحریریں اُسے عیاں کرتی ہیں۔کارل بارتھ کا سایہ اُس کے کاموں کے صفحات سے دھندلا سا نظر آتا ہے۔ اور نقاط میں سے ایک پر وہ اپنے آپ کو منطق کے قابلِ اعتبار کو رد کرنے میں بارتھ کے ساتھ پاتا ہے۔مثال کے طور پر، بلوچ اس یقین کے ساتھ معاملے کو لینے میں جلدی کرتا ہے کہ انسانی منطق کی شناخت الٰہی منطق کے ساتھ ہے، یہ کہ، خدا بڑے نتیجے کی منطقی شکل بار بار کا خیال کرتا ہے۔ڈاکٹر بلوچ کہتا ہے کہ ہمیں کبھی ان دونوں کو مساوی نہیں کرنا۔وہ کھلے عام منطق کے جامع کاملیت کے لیے ایمان کے پیغام کے کم کرنے'' کے خلاف خبردار کرتا ہے۔گورڈن کلارک نے اس غلطی کو درست کیا جب اُس نے لکھا:

اس غیر منطق سے بچنے کے لیے۔۔۔ ہمیں اصرار کرنا ہے کہ سچائی خدا اور انسان کے لیے یکساں ہے۔فطرتی طور پر، ہم شاید کچھ معاملات کی سچائیوں کو نہیں جانتے۔لیکن اگر ہم ہر چیز کو جانتے ہیں، جو ہم جانتے ہیں یہ اس کے ساتھ شناخت رکھتا ہے جو خدا جانتا ہے۔خدا ساری سچائی کو جانتا ہے اور جب تک ہم وہ جان نہیں لیتے جو خدا جانتا ہے، تو ہمارے خیالات جھوٹے ہیں۔ اسی لیے یہ بالکل ضروری ہے یہ اصرار کرنا کہ یہاں خدا کے ذہن اور ہمارے ذہن کے درمیان زمانی مطابقت ہے۔

ڈاکٹر کلارک اس سے انکار نہیں کر رہا تھا کہ یہاں خدا کے علم اور انسان کے علم کے درمیان درجے میں فرق ہے۔خدا ہمیشہ انسان سے زیادہ جانتا ہے۔

ڈونلڈ جی۔ بلوچ، پاک کلام: مکاشفہ، الہام اور تشریح (ڈونرگرو: انٹروَرسٹی پریس، 1994)، 121، 293، 298، دیکھیے ڈبلیو گرے کریٹملی،'' ڈونلڈ بلوچ کی نیو آرتھوڈوکسی'' تثلیثی نظریاتی، اگست 1995۔

گورڈن ایچ۔ کلارک، مسیحی فلسفے کا تعارف (دی ٹرینٹی فاونڈیشن، 1993)، 76۔77۔

جو ڈاکٹر کلارک نے بیان کیا وہ یہ ہے کہ یہاں نقطہ ہے جہاں خدا کا علم اور انسان کا علم ایک جیسے ہیں۔ یہاں یہ نقطہ ہے جس پر انسان کا ذہن خدا کے ذہن کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر، انسان کبھی کوئی سچائی نہیں جان سکتا۔

ہیوم کی خلاہرمن ڈوئی ورڈ کے فلسفے کو دوبارہ ظاہر کرتی ہے (1894۔ 1977) اور اُس کے بہت سے پیروکاروں کو (دی امسٹرڈیم فلاسفی گروپ)۔یہ فلاسفر'' حدبندی'' کو نصب کرتے ہوئے خدا کی فضیلت پر زور دیتے ہیں جو خدا اور انسان کے درمیان وجود رکھتی ہے منطق کے قوانین صرف انسان کی طرف سے حدبندی کے لیے موزوں ہیں۔ اگر یہاں ایسی ڈوئی ورڈین حدبندی ہے، بیشک، خدا کبھی کسی چیز کو اپنی مخلوقات پر عیاں نہ کر سکتا، اور انسان کبھی خدا کے بارے کچھ نہ جان سکتا، جس میں حدبندی کا نظریہ شامل ہے ۔ڈوئی ورڈ کا اثر وین ٹل پر بہت زیادہ تھا، اور وین ٹل کے ذریعے اُس کے بہت سے شاگردوں پر۔

ایک اور ہم عصر غیر منطق کا ماہر الٰہیات جان فریم ہے، جو ویسٹ منسٹر سیمنری سے تھا، اب ریفارمڈ سیمنری جو اورلانیڈو، فلوریڈا میں ہے۔پروفیسر فریم ہمارے لیے یقین رکھتا ہے کہ'' کلام، خدا کی بہتر وجوہات کے لیے اکثر مبہم ہے'' اسی لیے فریم نے لکھا،'' یہاں الٰہیات میں مبہم سے بچنے کا کوئی رستہ نہیں ہے۔اُس نے جاری رکھا:

کلام ہمارے لیے مکمل درستگی کا تقاضا نہیں کرتا، درستگی مخلوقات کے لیے ناممکن ہے۔۔۔ بلاشبہ، کلام اس کی پہچان کرتا ہے کہ خبر رسائی کی خاطر مبہم پن اکثر درستگی کے لیے قابلِ فوقیت ہے۔ایسی'' بیرونی حالت'' جیسے کہ'' مکمل درستگی'' ناممکن ہے اور یہ قابلِ خواہش نہ ہوگی اگر اسے حاصل کیا جا سکتا ہو۔

ناش، خدا کا کلام اور انسان کا ذہن، 96۔99۔

جان ایم ۔فریم،خدا کے علم کی تعلیم (فلپس برگ، پریسبائٹرین اور ریفارمڈ، 1987)، 226، 307۔ یہ نظریات ویسٹ منسٹر سیمنری کے پروفیسر ورن پوئتھرس کی آواز ہیں اور کلارک کی آرا، ان پر کلارک کی گروہ سے آنے والی باتوں میں پائی جا سکتی ہیں، دی ٹرینٹی فاؤنڈیشن، 1986۔

ظاہری طور پر واضح اور درست الہیات اس کا ظاہری تناسب ہے کہ پروفیسر فریم کا ''ظاہری تناسب'' اس کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ'' کلام، خدا کی وضاحت کی وجہ کے لیے، اکثر مبہم ہے؟'' ریفارمڈ آرتھوڈکسی کے مطابق نہیں، جو کلام کے واضح ہونے یا صراحت کو رکھتا ہے۔ دی ویسٹ منسٹر آف فیتھ (1:7) اسے کیوں کہتا ہے:

کلام میں تمام چیزیں اپنے آپ میں ہموار (ہموار) نہیں ہیں، نا ہی یہ سب واضح ہیں، اب وہ چیزیں جنہیں جاننا، ایمان رکھنا اور نجات کے ماننے کے لیے ضروری ہیں بہت واضح تجویز کردہ اور کلام کے کسی جگہ پر کھلی ہیں، جنہیں نا صرف سیکھا گیا ہے، بلکہ ان سیکھی ہوئی بھی ہیں، جنہیں عام ذرائع کے لیے استعمال کیا گیا، جنہیں ان کی کافی سمجھ کے لیے حاصل کیا گیا ہے۔

کلام میں تمام چیزیں مساوی طور پر بالکل واضح نہیں ہیں، کنفیشن کہتا ہے لیکن یہ کبھی دعویٰ نہیں کرتیں کہ وہ مبہم یا غلط یا الجھن پیدا کرنے والی ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ مختلف مطالعہ کرنے والے کچھ چیزوں سے پریشان ہونگے جنہیں دوسرے مطالعہ کرنے والے واضح پاتے ہیں۔ مسئلہ ہمارے سمجھنے کے ساتھ ہے کلام کے ساتھ نہیں۔ الہیات میں پریشان خیالی، جس کا فریم دفاع کر رہا ہے کسی چیز کی اظہار پسندیدگی نہیں ہے۔ گمنامی خوبی نہیں ہے۔ خدا الجھن (پریشانی) کا خدا نہیں ہے (1 کرنتھیوں 14: 33)۔ وہ مبہم طور پر، غیر منطقی، خلاف قیاس بیانات نہیں دیتا، جیسے کہ وین ٹیلیں کا مکتبہ دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہمارے لیے صاحبِ فہم، تجویز کردہ بیانات کے ساتھ عیاں کرتا ہے جنہیں سمجھا جا سکتا ہو۔ بائبل الہٰی مکاشفہ ہے جسے خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم سمجھیں۔ ظاہری طور پر، اگر اسے سمجھا نہیں جا سکتا، اگر ہم اسے سمجھ نہیں سکتے، تو پھر یہ مکاشفہ نہیں ہے۔ لیکن ڈیوڈ لکھتا ہے: ''خدا کے احکام خالص، آنکھوں کو روشنی بخشنے والے ہیں'' (زبور 19: 8)۔ جان لکھتا ہے: ''اور ہم جانتے ہیں کہ ابنِ خدا آ چکا ہے اور ہمیں سمجھ دے چکا ہے، تا کہ ہم جان سکیں کہ وہ سچا ہے'' (1 یوحنا 5: 20)۔ زبور نویس ان اساتذہ سے زیادہ جانتا ہے، قدیموں سے زیادہ جانتا ہے، کیونکہ وہ خدا کے کلام کو جانتا ہے (زبور 119: 99۔ 100) کلام کا تثلیثی خدا سچائی کا خدا ہے: باپ (زبور 31: 5)، بیٹا (یوحنا 14: 6)، اور روح القدس (1 یوحنا 5: 6)۔ بائبل مسیح کا منطق، حکمت اور مجسم ہونے کے طور پر حوالہ دیتی ہے (یوحنا 1: 1، 1 کرنتھیوں 1: 24، 30، کلسیوں 2: 3)۔ منطق ایک طریقہ ہے جس طرح خدا سوچتا ہے، اور منطق کے قوانین ابدی اصول ہیں۔ کیونکہ انسان خدا کی صورت کو اپنائے ہوئے ہے، یہ قوانین انسان کا حصہ ہیں۔ پھر، یہاں خدا کے منطق (اور علم) اور انسان کے منطق کے درمیان رابطے کا مقام ہے۔

کارل ہنری نے لکھا:

انسانی ذہنی صورت اور خدا کے درمیان منطقی خلیج پر اصرار جو کہ مذہبی علم کی چیز کے طور پر ہے یہ علم کو کھا جانے والا ہے اور سیپٹک ازم کے کم ہونے سے بچ نہیں سکتا۔ تصورات جو بلحاظ تعریف جو خدا کی سچائی کے لیے ناکافی ہیں منطق کی کمی کے لیے تلافی نہیں بن سکتے خواہ یہ خدا کے قادرِ مطلق ہونے یا اس کے فضل کے لیے ہوں۔ نا ہی یہ خدا کے علم کی دلچسپی میں منطق کی مزاحمت کے لیے بلاوہ ہونگے۔ جو کوئی بلند منطق کے لیے بلایا جاتا ہے وہ غیر منطقی بے سمجھی کے سبب کے عذر سے بچنے کے لیے منطق کے موجودہ قوانین کو محفوظ رکھے گا۔ جس کے لیے میں عذر کر رہا ہوں وہ آگسٹین، کیلون، کلارک اور پیورٹنز کے مسیحی فہم (عقل) کی واپسی ہے۔ ایسا نظام انسانی ذہن کو خودمختار کے طور پر بلند نہیں کرتا، بلکہ با اصول کے طور پر بائبلی مکاشفہ کی تصدیق کرتا ہے۔ پاک کلام کا الٰہی مکاشفہ صاحبِ عقل مکاشفہ ہے۔ یہ اندرونی طور پر خود یک رنگ ہے۔ یہ غیر تردیدی اور غیر قوم مخالف ہے۔ مسیحی فہم مکاشفہ سے لی جانے والی وجوہات ہیں، اور یہ اس سے الگ نہیں ہیں۔ مسیحی ایمان شعوری طور پر تابِ دفاع ہے۔ درحقیقت، جیسے جان روبنز نے بیان کیا، '' یہ محض نظریے کا شعوری قابلِ دفاع نظام ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام 'اس دُنیا کی حکمت کے لیے بیوقوفی ہے' (1 کرنتھیوں 1: 20)۔

ناش میں حوالہ دیا گیا ،خدا کا کلام اور انسان کا ذہن، 95۔

جان ڈبلیو ۔روبنز، دی ٹرینٹی مینیفیسٹو ، 1978۔

ذہین ترتیب کردہ اصول سے خبردار رہیں۔

بہت سے مسیحی سائنسی تخلیق پسندوں کے دلائل سے ہم زاد ہو چکے ہیں، جیسے تثلیثی نظر ثانی نے واپس 1987 میں اس کی نشاندہی کی (دیکھیے جان ڈبلیو ۔روبنز، ''سائنسی تخلیقات کا دھوکہ'' جولائی، اگست 1987)، اور کچھ لوگ اب ذہانتی ترتیب کردہ نظریہ پسندوں سے ہم زاد ہیں، اُن میں سے بہت سارے رومن کیتھولک ہیں۔

اس تحریک کی راہنما بصارتوں میں سے ایک، ولیم اے۔ ڈمبسکی، نے مارچ، اپریل 2001 کے صفحہ نمبر 20 پر امریکن آوٹ لک پر اپنے نظریات کی وضاحت، جسے ہڈسن انسٹیٹیوٹ کی جانب سے شائع کیا گیا:

میں بنیاد پرست نہیں ہوں ۔ میں پیدائش کو لغوی طور پر نہیں لیتا، سائنسی عبارت کے طور پر بہت کم۔ میں ریڈیو میٹرک تاریخ کو قبول کرتا ہوں۔ مجھے مشترکہ نسل سے کوئی مسئلہ نہیں ،اس خیال سے کہ تمام آرگن ازم مشترکہ آباؤاجداد کی نسل ہیں، اور نہ ہی مجھے بڑے یا چھوٹے ارتقاء (انکشاف) سے کوئی مسئلہ ہے۔۔۔ڈمبسکی کی مضمون میں شناخت ’’بیلر یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ فار فیتھ اینڈ لرننگ پر ایسوسی ایٹ ریسرچ پروفیسر کے طور پر‘‘ ہے۔ یہ بیوقوفی کی بنیاد پر ایمان کی ایک اور مثال ہے، جو عصر میں مینڈکوں کی مانند بڑھنے کے نمونے ہیں۔